ثلاث رسائل في الصلاة ـ أردو

نماز باجماعت کی اہمیت

بے نمازی کا شرعی حکم

دورانِ نماز چند غلطیوں کی نشاندہی

جالیات

شعبة توعية الجاليات في الزلفي

ت: ٤٢٢٥٦٥٧ ٠٦ - فاكس: ٤٢٢٤٢٣٤ ٠٦ - ص. ب: ١٨٢

نمازِ باجماعت کی اہمیت

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ

بے نمازی کا شرعی حکم

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ

دورانِ نماز چند غلطیوں کی نشاندہی

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ

اردو ترجمہ
اسرار الحق عبید اللہ

نظر ثانی
محمد اسماعیل عبدالحکیم

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ۔ ریاض
زیرنگرانی
وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد
فون ۴۲۴۰۰۷۷ پوسٹ بکس نمبر ۹۲۶۷۵ ریاض ۱۱۶۶۳ ۔ سویدی روڈ
مملکت سعودی عرب

الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٩م

ⓒ المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤١٩هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

ابن باز ، عبدالعزيز بن عبدالله بن عبدالرحمن

رسائل في الصلاة - الرياض.

٣٢ ص ؛ ١٢ × ١٧ سم

ردمك : ٩ - ٦٨ - ٨٢٨ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الأردية)

١- الصلاة ٢- العبادات (فقه إسلامي)

أ- اسرار الحق ، عبيدالله (مترجم) ب- العنوان

ديوي ٢٥٢,٢ ١٩/٢٨٨٢

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز باجماعت کی ادائیگی کے وجوب کا بیان

عبدالعزیز بن باز کی جانب سے تمام مسلمانوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق بخشے ہمیں اور ان کو اپنے ڈرنے والے اور متقی بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

سلام اللہ علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

امابعد :

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہت سارے لوگ جماعت سے نماز کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ کچھ علمائے کرام نے اس سلسلے میں آسانی دی ہے تو نماز کی عظمت واہمیت اور خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بیان واضح کرنا ضروری سمجھا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی ایسے کام میں سستی وکاہلی سے کام لے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں اور اس کے رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عظمت واہمیت بیان کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کا بیان قرآن میں بیشتر مقامات پر کیا ہے اس کی

عظمت' حفاظت اور جماعت سے ادا کرنے پر بے انتہا زور دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس سے سستی کرنا' غفلت برتنا منافقوں کی صفتیں ہیں اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴾(سورۃ البقرۃ: ۲۳۸)

"نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر بیچ والی نماز اور اللہ کے فرمانبردار ہو کر کھڑے رہو۔"

آپ مسلمانوں کو نماز کی حفاظت اور اس کی عظمت کا قائل کیوں اور کیسے کہہ سکتے ہیں جب کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ نماز کی ادائیگی سے پیچھے رہتا ہے اور سستی برتتا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ أَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَ ءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَ ارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾(سورۃ البقرۃ: ۴۳)

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

یہ آیت کریمہ جماعت سے نماز ادا کرنے اور نمازیوں کے ساتھ نماز

میں شریک ہونے کے وجوب پر واضح دلیل اور نص ہے۔

اگر مقصود صرف نماز پڑھنا ہوتا تو آیت کے آخری ٹکڑے "وارکعوا مع الراکعین" کی کوئی واضح مناسبت ظاہر نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ نماز پڑھنے کا حکم شروع آیت ہی میں آچکا ہے۔

اور اللہ کا فرمان ہے :

﴿ وَ إِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَ لْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَ أَسْلِحَتَهُمْ ﴾ (النساء : ١٠٢)

"اور جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہیئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے جب حالت جنگ میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب

قرار دیا ہے پھر صلح و صفائی کی حالت میں کیسے چھوٹ ہو سکتی ہے؟

جماعت سے نماز چھوڑنے کی اگر کسی کے لئے اجازت ہوتی تو دشمنوں کے سامنے صف بستہ اور حملوں میں گھرے لوگوں کے لئے بدرجہ اولیٰ جماعت چھوڑنے کی اجازت ہوتی لیکن جب ان کے لئے چھوٹ نہیں ہے تو پھر معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا اہم واجبات میں سے ہے اور کسی کے لئے اس سے پیچھے رہنا جائز نہیں ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انطَلِقُ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إلٰى قَوْمٍ لا يَشْهَدُونَ الصَّلٰوةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ"

"بیشک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور کسی آدمی کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ دوں پھر کچھ ایسے لوگوں کو لے کر نکلوں جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھر ہوں اور نماز سے غیر حاضر رہنے والوں کو ان کے گھروں کے ساتھ جلادوں۔"

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

ہمیں معلوم ہے کہ نماز سے پیچھے مشہور منافق یا بیمار آدمی ہی رہتا تھا۔ یہاں تک کہ مریض دو آدمیوں کے سہارے چل کر نماز کے لئے آتا تھا۔

اور مزید فرمایا کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کے راستے سکھلائے اور انہیں راستوں میں سے اَذان والی مسجد میں نماز ادا کرنا ہے۔

اور صحیح مسلم ہی میں انہیں سے ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے فرمایا : جو اس بات سے خوش ہو کہ وہ کل اللہ سے اسلام کی حالت میں ملاقات کرے تو اسے نمازوں پر پابندی کرنی چاہیئے جہاں کہیں بھی اذان سنے' کیونکہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایت کے راستے مشروع کئے ہیں اور نماز انہیں میں ایک ہے' اگر تم لوگ نماز اپنے گھروں میں پڑھنے لگے جیسے یہ پیچھے رہنے والے لوگ گھروں میں پڑھتے ہیں تو تم لوگ اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے اور نبی کی سنت چھوڑنا تمہارے لئے باعث ضلالت و گمراہی ہے۔کوئی آدمی بھی جو خوب قاعدے سے طہارت و پاکی حاصل کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف نکل پڑے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے درجات بلند فرماتا ہے اور اس کی خطاؤں کو مٹاتا ہے

اور ہمیں معلوم ہے کہ نماز سے مشہور منافق ہی پیچھے رہتا ہے یہاں تک معذور آدمی دو آدمیوں کے سہارے لاکر صف میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

اور صحیح مسلم ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے مسجد لے جانے والا کوئی نہیں ہے تو کیا میرے لئے گنجائش ہے کہ نماز میں گھر میں پڑھ لوں ؟ تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو ؟ جواب دیا ہاں' تو آپ نے فرمایا : " تمہارے لئے مسجد آکر نماز پڑھنا واجب ہے "

جماعت کے ساتھ نماز کے واجب ہونے اور اسے اللہ کے ان گھروں میں قائم کرنے کے وجوب پر جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا حکم دیا ہے۔ بے شمار حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔

تو ہر مسلمان کے لئے اس کی جانب توجہ کرنا' سبقت کرنا اور اپنے اولاد' گھر والوں' پڑوسیوں اور تمام دینی بھائیوں کو اس کی تلقین کرنا واجب ہے' اللہ اور اس کے رسول کی اتباع و پیروی کرتے ہوئے' اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں سے روکا ہے اس سے بچتے ہوئے اور ان منافقوں کی مشابہت سے دور رہتے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بری صفات کے ساتھ ذکر کیا ہے ان میں سب سے بری صفت ان کی نماز

سے سستی و کاہلی برتتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ إِذَا قَامُوْآ إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا ☆ مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَاءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَاءِ وَ مَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا﴾ (سورۃ النساء : ۱۴۲٬۱۴۳)

"بے شک منافقین اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یوں ہی سی برائے نام کرتے ہیں وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں نہ پورے ان کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔"

اور اس لئے کہ جماعت سے نماز ادا کرنے میں پیچھے رہنا یہ مطلق طور پر اسے چھوڑ دینے کے بڑے اسباب میں سے ہے اور یہ معلوم ہے کہ

نماز چھوڑنا کفر وضلالت ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"آدمی اور کفر وشرک کے درمیان نماز چھوڑنے ہی کا فرق ہے۔"

اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ : "ہمارے اور ان کے درمیان نماز پڑھنے کا ہی عہد ہے تو جس نے نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہو گیا۔"

آیتیں اور حدیثیں نماز کی عظمت' نماز پڑھنے اور اس پر پابندی کرنے کے وجوب پر بہت زیادہ ہیں۔

اور جب بات واضح ہے اور دلائل سے روز روشن کی طرح عیاں ہے تو کسی کے لئے فلاں کی قول کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار کرنا' دور بھاگنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الأخِرِ ذَالِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ

تَأْوِيلاً ﴾ (سورة النساء : ۵۹)

"اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (سورۃ النور : ۶۳)

"جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔"

اور جماعت سے نماز پڑھنے کے جو بے شمار فائدے اور مصلحتیں ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں ان میں سب سے واضح چیز باہمی تعارف' تقویٰ و نیکی پر آپسی مدد' حق بات اور اس پر صبر کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا ہے۔

نیز نماز سے پیچھے رہنے والوں کو جماعت سے نماز پڑھنے پر ہمت افزائی اور نادان کو دینی باتیں سکھلانا' منافقون سے ناراضگی اور ان کے

راستوں سے دور رہنا اور اللہ کے بندوں کے درمیان دینی شعائر کا لحاظ کرنا، قول و عمل سے اس کی جانب دعوت دینا اور اس کے علاوہ بہت سے فائدے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام لوگوں کو اس بات کی توفیق دے جس سے وہ راضی ہو اور جس میں دین و دنیا کی بھلائی ہو۔

اور ہم تمام لوگوں کو نفس کی برائیوں اور برے اعمال سے محفوظ رکھے اور منافقوں و کافروں کی مشابہت سے بھی۔وہ سخی عزت والا ہے۔

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته و صلى الله و سلم على نبينا محمد و آله و صحبه۔

بے نمازی کا شرعی حکم

الحمد لله والصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد و علی
آله و صحبه وسلم...... أما بعد !

برادران اسلام یہ سوال جناب محمد بن صالح العثیمین سے پوچھا گیا ہے
ذیل میں سوال وجواب ہیں :

سوال : وہ آدمی کیا کرے جو اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کے لئے
کہے لیکن وہ اس کی نہ سنیں تو کیا وہ ان کے ساتھ مل جل کر
رہے یا ان سے الگ گھر سے باہر رہے ؟

جواب : جب یہ گھر والے بالکل نماز نہ پڑھتے ہوں تو وہ کافر' مرتد'
اور اسلام سے خارج ہیں ان کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے
لیکن اس آدمی پر انہیں دعوت دینا' اصرار کرنا اور بار بار
دعوت دینا واجب ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت
نصیب کرے۔

اس لئے کہ نماز چھوڑنے والا کتاب وسنت' قول صحابہ اور عقل سلیم
کی رو سے کافر ہے۔العیاذ باللہ۔

قرآن کریم سے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا مشرکوں کے بارے میں یہ

فرمان ہے :

﴿ فَإِن تَابُوا وَ أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَ اتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ﴾(سورۃ التوبۃ :۱۱)

"اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔"

آیت کا مفہوم مخالف ہے کہ اگر یہ لوگ مذکورہ چیزیں نہیں کرتے ہیں تو ہمارے دینی بھائی نہیں ہو سکتے ہیں حالانکہ دینی بھائی چارگی گناہوں سے ختم نہیں ہوتی ہے اگرچہ گناہ بڑا ہی کیوں نہ ہو لیکن دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے بھائی چارگی ختم ہو جاتی ہے۔

اور حدیث سے اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ :

"بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ "

" آدمی اور کفر و شرک کے درمیان نماز چھوڑنے ہی کا فرق ہے۔" یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔

اور آپ کے اس فرمان جو سنن کی کتابوں میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ"

"ہمارے اور ان کافروں کے درمیان نماز قائم کرنے ہی کا عہد و پیان ہے، تو جس نے نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہے۔"

رہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اقوال تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ :

"لا حَظَّ فِي الإِسْلامِ لِمَنْ تركَ الصَّلٰوةَ "

"نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ ہے ہی نہیں۔"

اور حظ کے معنی ہیں نصیب و حصہ، اور یہ یہاں نکرہ ہے جو نفی کے سیاق میں ہے تو عام ہوگا مطلب ہوگا کم و بیش کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔

اور عبداللہ بن شقیق فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے ترک نماز کے اور کسی کام کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

رہی بات عقل سلیم کی تو کہا جائے گا کہ کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی انسان کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو، نماز کی عظمت کا قائل اور اللہ تعالیٰ کے سخت تاکیدی حکم سے بھی واقف ہو، تو کیا ایسا انسان نماز چھوڑنے کا مرتکب ہو سکتا ہے؟

یہ چیزیں ممکن نہیں ہے

میں نے ان دلیلوں پر غور و فکر کیا جن سے کافر نہ کہنے والے استدلال کرتے ہیں تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ دلیلیں چار حالتوں سے خارج نہیں ہے۔

۱-یا تو ان میں اس کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔

۲-یا وہ ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں جس کا ترک نماز کے ساتھ پایا جانا محال ہے۔

۳-یا وہ ان حالتوں کے ساتھ مقید ہیں جس میں نماز چھوڑنے والا معذور ہو گا۔

۴-یا وہ عام ہیں جن کی تخصیص ان حدیثوں سے ہوتی ہے جو تارک صلوٰۃ کی کفر پر دلالت کرتی ہیں۔

نصوص میں یہ نہیں ہے کہ تارک صلوٰۃ مؤمن ہے یا یہ کہ وہ جنت میں داخل ہو گا یا جہنم سے چھٹکارا پا جائے گا-اور اسی طرح دوسری چیزیں جس سے تارک صلوٰۃ پر لاگو کفر حقیقی کی اسبات پر تاویل کی ضرورت محسوس ہو کہ اس سے مراد کفران نعمت یا کفر دون کفر (یعنی نعمت کی ناشکری یا بڑے کفر کے بجائے چھوٹا کفر) ہے۔

اور جب یہ بات واضح ہو گئی کہ نماز چھوڑنے والا کافر ہے تو اس پر مرتدوں کے احکام نافذ ہوں گے' ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ اس سے شادی بیاہ کرنا درست نہیں ہے اگر بے نمازی ہی کی حالت میں اس کا عقد ہو جائے تو یہ نکاح باطل ہے۔اس کے لئے بیوی حلال نہیں ہو گی اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے مہاجر عورتوں کے بارے میں فرمایا ہے :

﴿ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ﴾ (سورة الممتحنة : ١٠)

"اگر وہ تمہیں ایمان دار معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو یہ ان کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔"

۲۔اگر آدمی عقد ہو جانے کے بعد نماز چھوڑے تو نکاح فسخ ہو جائے گا اس کے لئے بیوی حلال نہیں ہو گی جس کی دلیل مذکورہ بالا آیت کریمہ ہے۔

اہل علم کے نزدیک معروف تفصیل کے اعتبار سے کہ نماز ترک کرنا دخول سے پہلے ہے یا بعد میں۔

۳-اس بے نمازی کی ذبح کی ہوئی چیز نہیں کھائی جاسکتی ہے کیوں؟

اس لئے کہ وہ حرام ہے-اور اگر یہودی یا نصرانی ذبح کرے تو اس کی ذبح کی ہوئی چیز کھانا ہمارے لئے حلال ہے تو اس بے نمازی کا ذبیحہ یہودی و نصرانی کے ذبیحہ سے برا ہے-العیاذ باللہ-

۴-اس کے لئے مکہ میں یا اس کے حدود حرم میں داخل ہونا درست و جائز نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا﴾ (سورۃ التوبۃ : ۲۸)

"اے ایمان والو! بے شک مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں-"

۵-اگر اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے کسی کی موت ہو جائے تو میراث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے اگر کوئی آدمی ایسا لڑکا چھوڑ کر مر جائے جو بے نمازی ہو (مرنے والا انسان نمازی تھا اور بیٹا بے نمازی ہے) اور ایک ایسے چچا کے لڑکے سے جو دور کی قرابت داری رکھتا ہو (یعنی عصبہ ہے) تو کون اس کا وارث ہوگا؟ اس کا چچازاد بھائی وارث ہوگا نہ کہ اس کا بیٹا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جسے

حضرت اسامہ نے روایت کیا ہے :

" کہ مسلمان کا وارث کافر نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی کافر کا وارث مسلمان ہو سکتا ہے۔" (متفق علیہ)

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی کہ حصہ والوں کو ان کا حق دو اور جو باقی بچ رہے تو قریبی آدمی کے لئے ہے۔ متفق علیہ

اور یہ ایک مثال ہے اور یہی تمام وارثوں پر لاگو ہو گا۔

۶۔ بے نمازی کو مرنے کے بعد نہ غسل دیا جائے گا نہ ہی کفن اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی مسلم قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ تب اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ اس کو صحرا میں لے جا کر گڈھا کھود کر اسی کپڑے ہی میں دفن کر دیا جائے گا اس لئے کہ اس کی کوئی حرمت نہیں ہے اور اس بناء پر کسی کے لئے درست نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس کسی بے نمازی کی موت ہو جائے اور اسے اس کے بے نمازی ہونے کا علم ہو اسے نماز جنازہ کے لئے مسلمانوں کے پاس لائے۔

22075

۷۔ اس کا حشر قیامت کے دن کفر کے سرداروں فرعون، ہامان، قارون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔ اللہ کی پناہ۔ اور جنت میں نہیں

داخل ہوگا اور اس کے اہل وعیال میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کریں کافر ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن يَسْتَغْفِرُواْ لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓاْ أُوْلِي قُرْبَىٰ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ (سورۃ التوبۃ : ۱۱۳)

"پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں' اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد یہ لوگ دوزخی ہیں۔"

برادران اسلام! مسئلہ انتہائی خطرناک ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ کچھ لوگ اس سلسلے میں سستی وکاہلی سے کام لیتے ہیں اور بے نمازیوں کو گھروں میں رہنے دیتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔

دوران نماز چند غلطیوں کی نشاندہی

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده محمد و آله وصحبه و بعد-

نماز کی اہمیت و عظمت کو دیکھتے ہوئے اور اس خواہش میں کہ اسے مکمل طور سے ادا کیا جائے' جس سے ذمہ داری ادا ہو جائے اور اس عبادت کی ادائیگی پر جو ثواب ہے وہ حاصل ہو جائے' اور اس لئے بھی کہ اکثر لوگوں کو نماز کے سلسلے میں بیان شدہ ارشادات کی مخالفت کرتے ہوئے پایا گیا ہے' یہ تمام چیزیں اس بات کی محرک و داعی ہیں کہ ان چند خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی جائے جن کی جانب بعض خیر پسندوں نے توجہ دلائی ہے اگرچہ ان میں سے اکثر کا تعلق نماز کی سنتوں اور تکمیل نماز سے ہے اور وہ درج ذیل ہیں :

۱- انتہائی تیزی سے چل کر مسجد آنا یا مسجد میں نماز پانے کے لئے یا رکوع پانے کے لئے تیزی سے دوڑ کر آنا' ایسا کرنا نماز کے احترام اور وقار و سکون کو ختم کر دیتا ہے اور نمازیوں کے لئے تشویش کا باعث ہوتا ہے اس سلسلے میں حدیث ہے کہ :

"جب نماز شروع ہو جائے تو تم دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ چلتے ہوئے

وقار وسکون کے ساتھ آؤ۔ " متفق علیہ۔

۲- بدبودار اور ناپسندیدہ چیزوں کا استعمال کر کے مسجد آنا جو نمازیوں کے لئے باعث تکلیف ہو جیسے بیڑی' سگریٹ اور حقہ وغیرہ جو لہسن' پیاز اور کراث وغیرہ سے بھی زیادہ بری ہیں۔ جس سے فرشتوں اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہترین خوشبو لگا کر آئے اور مذکورہ گندی چیزوں سے دور رہے۔

۳- جماعت میں بعد میں شامل ہونے والے بہت سارے نمازی جب امام کو رکوع کی حالت میں پاتے ہیں تو رکوع میں جھکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں حالانکہ اصل یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر ہی کہی جائے' پھر اس کے بعد رکوع کیا جائے اور اگر جلدی میں رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو اس کی نماز ہو جائے گی اور تکبیر تحریمہ والی تکبیر کافی ہو گی۔

۴- دوران نماز آسمان کی جانب نظر اٹھانا' امام یا دائیں بائیں دیکھنا جو سہو و نسیان اور جی میں مختلف خیالات آنے کا سبب بنتا ہے حالانکہ نگاہ پست رکھنے اور سجدے کی جگہ دیکھنے کا حکم ہے۔

۵- دوران نماز زیادہ حرکتیں کرنا جیسے انگلیاں چٹخانا' ایک دوسرے میں ڈالنا' ناخن صاف کرنا' مستقل دونوں پیروں کو ہلانا' پگڑی رومال و غترہ' اور عقال وغیرہ درست کرنا اور گھڑی دیکھنا' بٹن بند کرنا وغیرہ۔

جس سے نماز باطل یا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

۶۔ رکوع، سجدہ کرنے، اٹھنے جھکنے میں امام سے پہل کرنا یا اس کے ساتھ کرنا یا اس سے لیٹ کرنا (نماز کی غلطیوں میں شمار ہوگا) اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۷۔ قرآن دیکھ کر پڑھنا یا بغیر ضرورت کے نماز تراویح وغیرہ میں مصحف دیکھ کر امام کی متابعت کرنا اس لئے کہ یہ فضول و بے کار کام ہے اگر اس میں کوئی فائدہ ہو جیسے امام کو لقمہ دینا وغیرہ تو بقدر ضرورت دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۔ رکوع کی حالت میں پشت کو کمان نما رکھنا یا سر کو پست رکھنا حالانکہ پشت کو کوہان نما بنانے سے منع کیا گیا ہے اس لئے رکوع کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنی پیٹھ سیدھی رکھے اور اپنے سر کو نہ اونچا اٹھائے اور نہ ہی نیچا رکھے۔

۹۔ خوب قاعدے سے سجدہ نہ کرنا اور بعض اعضاء کو زمین سے اٹھائے رکھنا جیسے کوئی آدمی پگڑی کے کور پر یعنی سر کے اگلے حصے پر سجدہ کرے اور اس کی پیشانی زمین سے نہ لگے یا پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک اونچی رکھے، یا قدم زمین سے اٹھائے رکھے، تو ایسا آدمی صرف پانچ اعضاء پر سجدہ کرنے والا ہوگا حالانکہ سجدے کے اعضاء سات ہیں

جیساکہ حدیث میں ہے۔

۱۰- بہت سارے ائمہ کا نماز کے ارکان میں تخفیف کرنا یہاں تک کہ مقتدی ٹھیک سے متابعت نہیں کرپاتے ہیں اور نہ ہی واجب دعائیں ہی پڑھ پاتے ہیں اور یہ حدیث میں بیان کیے گئے اطمینان و سکون کے خلاف ہے' اس لئے رکوع و سجدے میں اتنی دیر ٹھہرنا ضروری ہے جس میں مقتدی قاعدے سے اطمینان کے ساتھ بغیر کسی جلدی کے تین تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکے۔

۱۱- شہادت یا اس کے علاوہ دیگر انگلیاں دوران تشہد برابر ہلاتے رہنا حالانکہ ان سے ایک یا دو بار دونوں شہادتوں یا اللہ تعالیٰ کا نام آنے پر اشارہ کیا جانا چاہیئے۔

۱۲- نماز سے فارغ ہوتے وقت دونوں ہتھیلوں کو داہنی جانب یا دونوں طرف سلام کے لئے متوجہ ہوتے وقت ہلانا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تمہیں بدکنے والے گھوڑوں کی دم کے مانند ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں تو سبھوں نے ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا اور صرف التفات و توجہ پر اکتفا کرنے لگے۔ اسے ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

۱۳- اکثر وہ لوگ جو کشادہ کپڑے نہیں پہنتے ہیں پائجامہ و پینٹ اور اوپر سے قمیض و شرٹ پہنتے ہیں جو سینے اور پیٹھ پر ہوتی ہے تو ایسے لوگ جب رکوع میں جاتے ہیں تو ان کی قمیض سکڑ جاتی ہے اور پائجامہ و پینٹ سرک جاتا ہے' جس سے پیٹھ کا کچھ حصہ اور پیچھے شرم گاہ کا کچھ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جسے اس کے پیچھے والے دیکھتے ہیں اور شرم گاہ کا کچھ حصہ ظاہر ہونا نماز کو باطل کر دیتا ہے-

۱۴- بہت سارے نمازی فرض نماز سے سلام کے فوراً بعد اپنے متصل لوگوں سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور ان الفاظ میں دعا کرتے ہیں (تَقَبَّلَ اللّٰه اَوْ حَرَمًا) (یعنی اللہ قبول فرمائے یا حرم کی زیارت نصیب فرمائے) اور یہ بدعت ہے اور سلف سے ثابت نہیں ہے-

۱۵- بعض لوگ فرض نماز کے فوراً بعد دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانے کی عادت بنا لئے ہیں اور مشروع دعائیں و اذکار چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے دعا کرنے کا مشروع وقت اذکار سے فارغ ہونے کے بعد ہے اور دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے ہے اور ایسے ہی نفلی نمازوں کے بعد دعا کا حکم ہے- اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے-

١- وجوب أداء الصلاة مع الجماعة

لسماحة الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله بن باز - حفظه الله

٢- حكم تارك الصلاة

لفضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين - حفظه الله

٣- تنبيهات على بعض الأخطاء التي يفعلها بعض المصلين في صلاتهم

لفضيلة الشيخ عبد الله بن عبدالرحمن الجبرين - حفظه الله

ترجمة بالأردو
أسرار الحق بن عبيدالله

راجعه
محمد إسماعيل عبدالحكيم

طبع تحت إشراف
المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطانة
تحت إشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
شارع البطحاء العام - ص.ب ٩٢٦٧٥ الرياض ١١٦٦٣
هاتف: ٤٢٤٠٠٧٧ - ناسوخ: ٤٢٥١٠٠٥

مطبعة دار طيبة ـ الرياض ـ ت: ٤٢٨٣٨٤٠

ردمك : ٩ - ٦٨ - ٨٢٨ - ٩٩٦٠